

موانع ہدایت

(ہدایت سے روکنے والے امور)

تحریر

عبد الرحمن بن یحییٰ

ترجمہ

عطاء الرحمن ضیاء اللہ

نشر و اشاعت

دفتر تعاون برائے دعوت و توعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض

مملکت سعودی عرب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ
محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على رسول

الله وبعد:

جب بندہ پر نعمت کی تکمیل ہدایت اور رحمت کے ذریعہ انجام پذیر ہوئی اور ان کے دو منافی امور یعنی ضلالت اور غضب ٹھہرے، تو اللہ سبحانہ نے ہمیں حکم دیا کہ شب و روز کئی بار ہم اس سے یہ سوال کریں کہ وہ ہمیں ان لوگوں کے راستہ کی ہدایت عطا فرمائے جن پر اس کا انعام و اکرام ہوا، اور وہی لوگ صاحب ہدایت و رحمت ہیں، اور ہمیں ان لوگوں کے راستے سے دور رکھے جن پر غضب نازل ہوا، اور وہ ان لوگوں کے برعکس ہیں جن پر اللہ کی رحمت برستی ہے، اور گمراہ لوگوں کے راستے سے بھی (دور رکھے) جو کہ ہدایت یافتہ لوگوں کے برخلاف ہیں۔ لہذا یہ دعا جامع ترین، افضل اور واجب ترین دعاؤں میں سے ہے۔

اسی بنا پر بندہ کو اس بات کی اشد حاجت بلکہ ضرورت ہے کہ وہ ہر روز سترہ مرتبہ بطور فرض اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم کی ہدایت کے لئے سوال کرے، لیکن کبھی کبھار دعا کرنے والے کے نفس میں دعا کی کمزوری کی وجہ سے وہ شرف قبولیت سے باریاب نہیں ہوتی ہے؛ کیونکہ نبی ﷺ سے یہ حدیث وارد ہے کہ: ((اللہ تعالیٰ کسی کاہل اور غافل دل والے کی دعا نہیں قبول کرتا))۔ چنانچہ دورانِ دعا دل کی غفلت دعا کی قوت (تاثیر) کو کمزور کر دیتی ہے۔ بہت سے لوگ کہتے رہتے ہیں کہ: کثرت دعا

اور یکسوئی کے باوجود ہمیں ہدایت کی کمزوری کی شکایت کیوں ہے؟ مجھے ہدایت کی رغبت و خواہش ہے لیکن میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا، آخر اس کا سبب کیا ہے؟ یہ ہے مسئلہ کی صورتحال، تو اس کے اسباب اور نتائج کیا ہیں؟ اور اس کا علاج کیا ہے؟!

بلاشبہ موانع ہدایت (ہدایت سے روکنے والے امور) بہت زیادہ ہیں جو کہ کبھی کبھار یکبارگی سب کے سب کسی ایک شخص کے اندر جمع ہو جاتے ہیں، اور کبھی کبھی کچھ موانع نہیں پائے جاتے ہیں، اور کبھی تو بندہ اور اسکی ہدایت کے درمیان صرف ایک مانع حائل ہوتا ہے۔

بہر کیف یہاں ہم دس موانع کا ذکر کر رہے ہیں:

۱- معرفت کی کمزوری (علم کی کمی): ہدایت کے موانع (روکنے والی چیزوں)

میں سے ایک مانع معرفت کی کمزوری ہے؛ کیونکہ بندہ کا کمال دو چیزوں میں ہے: باطل سے حق کی معرفت (حق و باطل کی تمیز اور پہچان) اور باطل پر حق کو ترجیح دینا۔ اس لئے کہ بعض لوگ حق کی معرفت تو رکھتے ہیں لیکن حق کو باطل پر ترجیح دینے کا داعیہ ان کے اندر کمزور ہوتا ہے، اور جاہل کو جب (حق کی) معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ تابعداری اور اتباع کے قریب ہو جاتا ہے، اور اس طرح وہ حق کی طرف پہنچنے کا آدھا راستہ طے کر لیتا ہے اور اس کے لئے صرف رشد و ہدایت پر قوت و عزیمت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَزِیْمَةَ عَلٰی

الرُّشْدِ)) (احمد) اے اللہ میں تجھ سے رشد و ہدایت پر عزیمت کا سوال کرتا ہوں۔

﴿وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا﴾

”اور جس چیز کو آپ نے اپنے علم میں نہ لیا ہو اس چیز پر صبر بھی کیسے کر سکتے

ہیں؟“ (الکہف: ۶۸)

یہی وہ سبب ہے جو بہت سے کفار اور ان کے قبول اسلام کے درمیان حائل بن گیا، کیونکہ وہ اسلام کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں اور اس کے باوجود اسے ناپسند کرتے ہیں، اور جیسا کہ عربی کا مقولہ ہے کہ: لوگ جس چیز سے ناواقف ہوتے ہیں اس کے دشمن بن جاتے ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ آج مسلمان اس دین کی حقیقت سے نااہل ہیں، چنانچہ بعض (مسلمان) لوگ کہتے ہیں کہ: جب میں نے توبہ کر لیا اور اللہ کی طرف انابت اختیار کر لی اور نیک عمل کرنے لگا تو میری روزی تنگ ہو گئی اور معیشت مکدر ہو گئی۔ اور جب میں معصیت کی طرف پلٹ گیا اور اپنے نفس کو اس کی خواہشات کے پیچھے لگا دیا تو میرے پاس روزی اور مدد دوبارہ آ گئی، اور اسی طرح کی دیگر باتیں کرتے ہیں۔ ایسے لوگ محض اپنے پیٹ اور خواہش نفس کے لئے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ جب اس طرح کی صورتحال پیش آتی ہے تو اللہ تعالیٰ بندہ کے صدق و صفا اور اس کے صبر کی آزمائش کرتا ہے۔ پس لا الہ الا اللہ! کتنے جاہل عبادت گزار، بے بصیرت دین پرست اور علم کی طرف انتساب رکھنے والے جنہیں دین کے حقائق کا کچھ پتہ

نہیں، اس دھوکہ خوری میں فاسد اور برباد ہو گئے۔

کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ﴾

”بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت

کرتے ہیں۔“ (الحج: ۱۱)

پس سبحان اللہ! اس فتنہ نے کتنے ہی لوگوں کو اس دین کی حقیقت کی انجام دہی سے باز رکھا، اور اس کا سبب دین سے ناواقفیت اور اس نعمت کی حقیقت سے نادانی ہے جس کے لئے وہ کوشاں ہے اور جس تک پہنچنے کے لئے وہ سعی و عمل کر رہا ہے، ورنہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیاوی نعمتوں کی کیا نسبت ہے؟ البتہ جہاں تک اوامر اور نواہی کا تعلق ہے تو یہ رحمت اور بچاؤ ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کو مومنوں کے لئے بے کیف و سرور بنا دیا ہے تاکہ وہ دنیا کی طرف مائل نہ ہوں اور اسی پر مطمئن نہ ہو جائیں بلکہ آخرت کی نعمتوں کی رغبت و خواہش کریں۔

۲- عدم اہلیت: موانع ہدایت میں سے عدم اہلیت (نااہلی) بھی ہے؛ کیونکہ کبھی کبھار (آدمی کو) دین کی مکمل معرفت حاصل ہوتی لیکن اس کے اندر (حق کو قبول کرنے کی) اہلیت اور قابلیت ناپید ہوتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ

مُعْرِضُونَ﴾

”اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی خوبی دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق دے دیتا اور اگر اب

ان کو سنا دے تو ضرور روگردانی کریں گے بے رنجی برتتے ہوئے۔“ (الانفال: ۲۳)

ان کی مثال اس سخت زمین کی طرح ہے جو پانی سے سیراب ہوتی ہے لیکن وہ اپنی

نااہلیت کی بنا پر پودوں کو اگانے کے قابل نہیں رہتی ہے، لہذا جب دل سخت و سنگ ہو

جاتا ہے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے بعید ترین دل وہ ہے جو پتھر

کی طرح سخت ہو۔ اسی طرح اگر دل بیمار ہو، اسکے اندر نہ توت ہو نہ عزیمت، تو اس

میں علم اثر انداز نہیں ہوتا ہے۔ ان کی صفات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآلِ آخِرَةٍ وَإِذَا

ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾

”اور جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے

ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا (اور) کا ذکر کیا جائے تو ان

کے دل خوش ہو جاتے ہیں۔“ (الزمر: ۴۵)

۳- کبر و حسد: موانع ہدایت میں سے کبر و حسد بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے کبر کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے: ((حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر

و کمتر سمجھنا۔)) اور اس کی ضد تواضع اور خاکساری ہے یعنی حق کو قبول کرنا خواہ وہ کسی

کے بھی ساتھ ہو اور نرم خوئی اختیار کرنا، اور متکبر شخص اپنے قول و فعل کے لئے متعصب

ہوتا ہے، اور یہی وہ چیز ہے جس نے ابلیس کو جب اسے سجدہ کا حکم دیا گیا اس کی

تا بعداری نہ کرنے پر برا بیچتہ کیا، اور یہی اولین و آخرین کی بیماری ہے الایہ کہ اللہ جس پر رحم فرمائے، اور اسی وجہ سے یہود بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے پیچھے رہے، حالانکہ وہ آپ ﷺ کو بخوبی پہچانتے تھے اور آپ کا مشاہدہ کر چکے تھے اور آپ کی نبوت کی صحت کو بھی جانتے تھے۔ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾

”جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اسے ایسا پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بچوں

کو پہچانے، ان کی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے۔“ (البقرہ: ۱۴۶)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ وہ (یہود) رسول ﷺ کی صفات کو بالکل ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، لیکن وہ جھوٹے لوگ ہیں۔ اور اسی بیماری کی وجہ سے عبد اللہ بن ابی بن سلول بھی ایمان لانے سے باز رہا، اور اسی سبب سے ابو جہل بھی ایمان سے پیچھے رہ گیا، چنانچہ جب اس سے ایک آدمی نے پوچھا کہ وہ رسول ﷺ کو سچا سمجھنے کے باوجود اسلام قبول کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے جواب دیا ہم نے اور بنی ہاشم نے شرف (فخر و نسب) میں مقابلہ کیا یہاں تک کہ ہم دونوں ریس کے دو گھوڑے کے مانند تھے، انہوں نے دعویٰ کر دیا کہ ہمارے نسب سے ایک نبی ہے، تو ہم اس مرتبہ کو کب پاسکتے ہیں؟ اللہ کی قسم ہم اس پر ایمان نہیں

لائیں گے۔ نیز یہی حال بقیہ مشرکین کا بھی تھا کہ وہ سب کے سب آپ ﷺ کی صداقت میں شک نہیں کرتے تھے، اور یہ کہ حق آپ ہی کے ساتھ ہے، لیکن کبر و حسد نے انہیں کفر و عناد پر آمادہ کر دیا۔

۴- ریاست اور سرداری: ہدایت سے روکنے والی چیزوں میں سے سرداری اور سربراہی بھی ہے اگرچہ آدمی کے اندر حق کی تابعداری سے کبر و حسد نہ پائی جاتی ہو، لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کے اندر حق کی پیروی اور حکومت و اقتدار دونوں ایک ساتھ جمع ہو جائیں اور وہ اپنی بادشاہت اور سرداری کے ساتھ بخیلی سے کام لے، جیسا کہ ہرقل اور اس کے ہم مثل لوگوں کا حال ہوا، چنانچہ اس نے ابوسفیان کے ساتھ گفتگو کے آخر میں کہا تھا: ((اگر تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سچ ہے تو وہ عنقریب میرے ان دونوں قدموں کے نیچے کی زمین کا مالک بن جائے گا، اور اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس کی ملاقات کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا، اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پیر دھوتا۔)) اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ آپ تک پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے؛ کیونکہ اسے اپنی زندگی اور سلطنت پر اپنی قوم سے خطرہ ہے، اور اس بیماری - اور یہی ارباب ولایت اور اہل اقتدار کی بیماری ہے - سے وہی شخص محفوظ رہا جسے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا مثلاً نجاشی، اور یہی بیماری فرعون اور اس کی قوم کی بھی تھی (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿فَقَالُوا أَنزُومُنْ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ﴾

”کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے جیسے دو شخصوں پر ایمان لائیں؟ حالانکہ خود ان کی قوم

(بھی) ہمارے ماتحت ہے۔“ (المومنون: ۴۷)

کہا جاتا ہے کہ: جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی تابعداری اور تصدیق کا ارادہ کیا تو اپنے وزیر ہامان سے باہم مشورہ کیا، تو اس نے فرعون سے کہا: اب جبکہ آپ الہ (معبود) ہیں آپ کی پرستش کی جاتی ہے (اگر آپ نے موسیٰ کی پیروی کر لی تو) آپ غلام بن جائیں گے اور خود دوسرے کی پرستش کرنی پڑے گی، چنانچہ اس نے ہدایت پر ریاست کو ترجیح دی۔

۵- شہوت اور مال: موانع ہدایت میں سے شہوت اور مال بھی ہے۔ اور یہی

وہ مانع ہے جس نے بہت سے اہل کتاب کو ایمان لانے سے باز رکھا کہ مبادا ان کے کھانے پینے کی چیزیں اور مال و دولت جو انکی قوم کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے وہ بند نہ ہو جائے۔ نیز کفار قریش آدمی کو اس کی شہوت اور خواہش کے مطابق اسے ایمان سے روک دیتے تھے، وہ اس کے پاس اس کی شہوت کے دروازے سے داخل ہوتے تھے، چنانچہ وہ زنا پسند کرنے والے شخص سے کہتے تھے کہ: وہ (محمد ﷺ) زنا کو حرام قرار دیتا ہے، اور شراب کے رسیا سے کہتے تھے کہ: وہ (محمد ﷺ) شراب کو حرام قرار دیتا ہے، اسی وجہ سے انہوں نے ائشی نامی شاعر کو اسلام لانے سے روک دیا، انہوں نے اسے باخبر کر دیا کہ وہ (محمد ﷺ) شراب

کو حرام قرار دیتا ہے، چنانچہ وہ رسول ﷺ کے پاس آتے ہوئے راستہ ہی میں تھا کہ وہیں سے واپس لوٹ گیا، اور اپنی اونٹنی سے گر کر ہلاک ہو گیا۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ: میں نے کئی اہل کتاب سے اسلام کے بارے میں گفتگو کی، تو ان میں سے ایک شخص نے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ: میں شراب پینا نہیں چھوڑ سکتا، اگر میں اسلام لے آیا تو تم میرے اور شراب کے درمیان حائل ہو جاؤ گے، اور اس کے پینے پر مجھے کوڑے لگاؤ گے۔ نیز ایک دوسرے شخص پر جب میں نے اسلام پیش کیا تو اس نے کہا کہ: جو کچھ آپ نے کہا وہ حق ہے، لیکن میرے والد اور اقارب و رشتہ دار ہیں، اگر میں اسلام لے آیا تو مجھے ان کی مال و دولت سے کچھ نہیں ملے گا، اور میری آرزو ہے کہ میں ان کا وارث بنوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے کفار کے دلوں میں (اسلام کے بارے میں) یہ قدر و عزت پائی جاتی ہے، لیکن جب ان کے حق میں ایمان کے داعیہ کی کمزوری کے ساتھ شہوت اور مال کے داعیہ کی قوت کا اجتماع ہو جائے تو بلاشبہ بندہ شہوت اور مال کے داعیہ پر لیک کہے گا:

﴿وَمَنْ لَا يُحِبِّ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ﴾

”اور جو شخص اللہ کے بلانے والے کا کہا نہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا۔“ (الاحقاف: ۳۲)

۶- اہل و اقارب اور رشتہ داروں کی محبت: اہل و اقارب اور رشتہ داروں کی

محبت بھی ہدایت سے مانع ہے۔ ایسا شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اگر اس نے حق کی پیروی کی اور ان (اہل و اقارب) کی مخالفت کی تو وہ لوگ اسے الگ تھلگ کر دیں گے اور بھگا دیں گے۔ اور یہی بہت سے کفار کے اپنی قوم اور اپنے اہل و اقارب اور رشتہ داروں کے درمیان باقی رہنے کا سبب ہے، یہ صورتحال زیادہ تر یہود و نصاریٰ کے درمیان پیش آتی ہے، وہ اپنے مذہب کی مخالفت کرنے والے ہر شخص سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں اور سب کے سب اسکے دشمن بن جاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ بہت سے ابنائے یہود و نصاریٰ اور ان کی طرف نسبت رکھنے والے حق کو پہچاننے کے بعد بھی اسے ترک کر دیتے ہیں اور اس سے اعراض کرتے ہیں۔

جو شخص بیمار ہو اور اس کے منہ کا ذائقہ کڑوا ہو، وہ آب شیریں کو بھی کڑوا سمجھتا ہے۔

۷۔ گھر اور وطن کی محبت: گھر اور وطن کی محبت بھی ہدایت کے موانع میں سے ہے اگرچہ وہاں کوئی رشتہ دار اور اقربانہ ہوں۔ لیکن وہ یہ سمجھتا ہے کہ رسول ﷺ یا ان اہل حق کی متابعت کرنے میں جو آپ ﷺ کے تابع ہیں، اپنے گھر بار اور مادر وطن سے دیار غربت کی طرف خروج ہے؛ لہذا وہ پُر یقین ہونے کے باوجود حق کی تابعداری یا اسلام میں داخل ہونے پر وطن کی محبت کو ترجیح دیتا ہے۔ جس شخص نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سیرت اور ان کے حق تک پہنچنے کے راستہ میں پیش آمدہ کلفتوں اور صعوبتوں کے بارے میں پڑھا ہوگا اسے معلوم ہوگا کہ آپ نے اپنے

نفس کے ساتھ کس طرح جہاد کیا، اور کس طرح اپنے اہل و عیال، رشتہ داروں اور وطن کو خیر آباد کہہ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی، اور آپ کا نام ہی (حق کا متلاشی) پڑ گیا، اور بالکل یہی معاملہ تمام صحابہ کرام کا بھی ہے جنہوں نے اپنے اہل و عیال، بیٹوں اور مال و دولت کو قربان کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی فضل اور رضامندی کو تلاش کرتے ہوئے مدینہ کی طرف نکل پڑے، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی اور یہی لوگ سچے ہیں۔

۸- (آبا و اجداد پر طعنہ زنی کا خوف): آدمی کا یہ خیال کرنا کہ قبول اسلام

اور رسول ﷺ کی تابعداری میں اپنے آباء و اجداد پر عیب لگانا اور طعنہ زنی کرنا ہے، ہدایت کے موانع میں سے ہے۔ یہی وہ سبب ہے جس نے ابوطالب اور ان کے ہم مثل لوگوں کو اسلام سے باز رکھا، چنانچہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ اگر وہ اسلام لے آئے تو یہ اپنے آباء و اجداد کی عقلوں کو بیوقوف ٹھہرانے کے مترادف ہے، اسی وجہ سے اللہ کے دشمنوں نے ابوطالب سے ان کی موت کے وقت کہا تھا: کیا آپ عبدالمطلب کی ملت سے پھر جائیں گے؟ تو انہوں نے جو آخری بات کہی وہ یہی تھی کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر قائم ہیں، چنانچہ اس طرح انہوں نے آپ کو قبول حق سے روک دیا؛ اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ آپ اپنے باپ عبدالمطلب کی تعظیم کرتے ہیں، اور اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ وہ آدمی کے پاس اس کی شہوت کے دروازے سے یا اس دروازے سے آتے تھے، اسی لئے ابوطالب نے کہا تھا: اگر بنو عبدالمطلب پر لعن طعن کا خوف نہ ہوتا تو میں اس (کلمہ اسلام) کے ذریعہ آپ کی

آنکھ ٹھنڈی کر دیتا، اس عندیہ کا اظہار انہوں نے اپنے شعر کے اندر کیا ہے:

مجھے معلوم ہے کہ دین محمد (ﷺ) دنیا کا سب سے بہترین دین ہے، اگر ملامت یا لعن طعن کا ڈرنہ ہوتا تو آپ مجھے برملا اس کی موافقت کرنے والا پاتے۔

کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ: یہ سب گذشتہ لوگوں کی باتیں ہیں جو نیست و نابود ہو چکے، (لیکن) کچھ لوگوں کے نزدیک یہ شبہات (اب بھی) پائے جاتے ہیں، ہم نے بعض دیہاتی علاقوں میں لوگوں کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے کہ: میں اپنے آباء و اجداد کی عادات اور تقالید کو نہیں چھوڑ سکتا۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾ المائدة: ۱۰۴

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا۔“

یہی وہ سبب ہے جس نے انہیں حق کی معرفت اور اس کا یقینی علم حاصل ہو جانے کے بعد بھی اسلام میں داخل ہونے یا قبول حق سے باز رکھا۔

۹- کسی دشمن کا حق کی تابعداری کر لینا یا اسلام لے آنا یا اسلام لانے میں پہل کر جانا بھی ہدایت کے موانع میں سے ہے: اس چیز نے بھی بہت

سے لوگوں کو حق پہنچانے کے بعد بھی ہدایت قبول کرنے سے باز رکھا؛ وہ اس طرح کہ آدمی کا کوئی دشمن ہوتا ہے جس سے وہ بغض رکھتا ہے اور اس زمین کو بھی ناپسند کرتا ہے جس پر وہ چلتا ہے اور جان بوجھ کر اسکی مخالفت کرتا ہے؛ لہذا جب وہ دیکھتا ہے کہ اس نے حق کی پیروی کر لی تو اس سے اسکی بغض و عداوت اسے حق اور اہل حق کی دشمنی پر آمادہ کر دیتی ہے اگرچہ اس کے اور ان (اہل حق) کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہو، اسی طرح کا معاملہ یہود کا انصار کے ساتھ پیش آیا؛ کیونکہ انصار، یہود کے دشمن تھے اور یہود انہیں اس بات کی دھمکی دیتے تھے کہ نبی ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے اور وہ آپ ﷺ کی اتباع کریں گے اور آپ کے ساتھ مل کر انصار سے قتال کریں گے، لیکن جب انصار اس نبی کی طرف سبقت کر گئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے تو یہود کو انصار کی دشمنی نے انہیں اپنے کفر اور یہودیت پر باقی رہنے پر آمادہ کر دیا۔

۱۰- ہدایت کے مواقع میں سے: الفت، عادت و منشا اور رسم و رواج

بھی ہے: یہ سب اگرچہ معنوی طور پر سب سے کمزور سبب ہے لیکن قوموں اور ارباب ادیان و مذاہب پر یہی سبب غالب ہے، اور اکثر لوگوں پر ہی نہیں بلکہ شاذ و نادر کو چھوڑ کر تمام لوگوں کے ساتھ یہی معاملہ ہے، اور عادات و تقالید اور رسم و رواج ہی اکثر لوگوں پر غالب ہے، اور اس (عادت) سے منتقل ہونا ایک طبیعت سے دوسرے طبیعت کی طرف منتقل ہونے کے مترادف ہے، پس اللہ تعالیٰ کا درود

وسلام نازل ہو اس کے انبیاء اور رسولوں پر اور خصوصاً اس کے آخری اور افضل رسول محمد ﷺ پر؛ کہ کیسے انہوں نے اپنی امتوں کے باطل رسم و رواج کو بدل دیا اور انہیں ایمان کی طرف منتقل کر دیا، یہاں تک کہ انہوں نے (ان کے اندر) ایک فطرت ثانیہ پیدا کر دی جس کی وجہ سے وہ اپنی اس فاسد عادات و تقالید اور طبیعت سے کنارہ کش ہو گئے جس کی تصویر کشی ان کے اس قول کے اندر کی گئی ہے: (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ﴾

”ہم نے اپنے باپ دادا کو (ایک راہ پر اور) ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقش پا کی پیروی کرنے والے ہیں۔“ (الزخرف: ۲۳)

دلوں پر اس چیز کی گراں باری کو وہی شخص جان سکتا ہے جس نے کسی ایک آدمی کو اس کے دین اور عقیدہ سے (دین) حق کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کی ہو۔ پس اللہ تعالیٰ رسولوں کو سب سے افضل بدلہ دے جو اس نے دنیا میں کسی شخص کو دی ہو۔

البتہ جہاں تک ہدایت کے اسباب کا تعلق ہے تو یہ بہت زیادہ ہیں، اور انہی میں سے: دعا، قرآن، رسول اور عقلی بصیرتیں ہیں۔ اور جس طرح بیماری سے شفا یابی کے کچھ اسباب ہوتے ہیں اسی طرح ہدایت کے بھی اسباب ہیں، چنانچہ مریض جب بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور شفا یابی اور صحت و عافیت کے حصول کے لئے اسباب اختیار کرتا ہے، بالکل یہی معاملہ ہدایت کا بھی ہے، اور اس کے لئے

کوشش عمل میں لائی جاتی ہے، اور اس (ہدایت) سے مانع صرف یہی اسباب ہیں جو دلوں کو اندھا کر دیتے ہیں اگرچہ نگاہیں اندھی نہ ہوں۔

وَأَخْرَجَ عَوَانَا أُنَ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَصَلَّى اللَّهُ
وَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِهِ الْأَمِينِ۔

(عطاء الرحمن ضیاء اللہ)*

*atazia75@gmail.com